آزمائی اشاعت

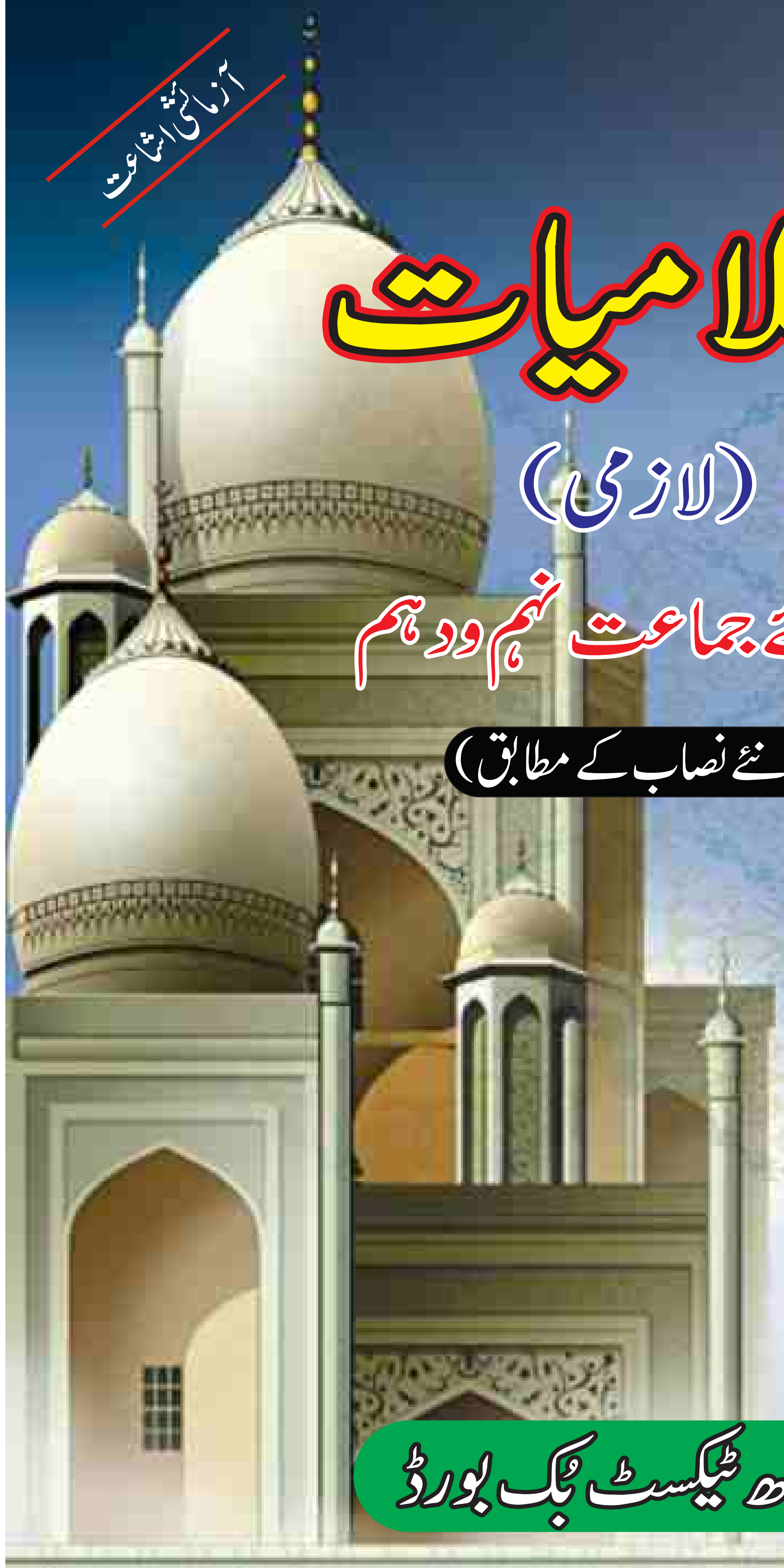

اسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم و دہم

(نئے نصاب کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں

یہ کتاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو نے تیار کروائی جسے صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم، اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جام شورو، کی تصحیح کے بعد صوبائی محکمۂ تعلیم و خواندگی، حکومتِ سندھ نے بمراسلہ نمبر: SO(C)SELD/STBB-18/2021 Dated: 06-05-2021 صوبہ سندھ کے سرکاری اسکولوں کے لیے بطور واحد اسلامیات کی درسی کتاب منظور کیا۔

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد
کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان
ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام
قوتِ اخوتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت
پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچم ستارہ و ہلال
رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال
جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

سلسلہ وار نمبر			
سال و ماہِ اشاعت	ایڈیشن	تعداد	قیمت

آزمائشی اشاعت

اسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم ودہم

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں

یہ کتاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو نے تیار کروائی جسے صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم، اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جام شورو، کی تصحیح کے بعد صوبائی محکمۂ تعلیم وخواندگی، حکومتِ سندھ نے بمراسلہ نمبر: SO(C)SELD/STBB-18/2021 Dated: 06-05-2021 صوبہ سندھ کے سرکاری اسکولوں کے لیے بطور واحد اسلامیات کی درسی کتاب منظور کیا۔

نگرانِ اعلیٰ: پرویز احمد بلوچ (چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ)

نگراں: عبدالباقی ادریس السندی

مصنفین:
☆پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد رند
☆پروفیسر ڈاکٹر عبدالوحید انڈھڑ
☆مولانا محمد قاسم سومرو
☆ڈاکٹر محمد انس راجپر
☆مولانا نیاز احمد راجپر

ایڈیٹر: ڈاکٹر خلیل احمد کورائی

صوبائی جائزہ کمیٹی

☆پروفیسر ڈاکٹر ثناءاللہ بھٹو
☆ڈاکٹر خلیل احمد کورائی
☆مولانا عبدالحکیم پٹھان
☆سید شہاب الدین شاہ
☆مسز تحسین کوثر انصاری
☆ڈاکٹر عبدالمحسن
☆مولانا عبداللہ عابد سندھی
☆حافظ محمد یوسف بھنبھرو

طبع کنندہ:

فہرست

عنوان	صفحہ
باب اول: قرآن مجید	
(الف) قرآن مجید: تعارف اور فضائل	۱
(ب) ترجمہ و تشریح (منتخب آیات)	۷
باب دوم: حدیث شریف	
(الف) حدیث و سنت کا تعارف اور عملی زندگی پر اس کے اثرات	۳۳
(ب) ترجمہ و تشریح (منتخب احادیث)	۳۸
باب سوم: موضوعاتی مطالعہ	
(الف) ایمانیات	
۱۔ عقیدۂ توحید (صفات باری تعالیٰ کا تعارف، توحید کے تقاضے)	۵۹
۲۔ عقیدۂ رسالت	۶۴
(ب) عبادات	
۱۔ عبادت کی اہمیت و افادیت	۷۰
۲۔ جہاد: تعارف، اہمیت اور اقسام	۷۳
(ج) سیرت طیبہ	
۱۔ بعثت نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ	۸۰
۲۔ دعوت و تبلیغ	۸۴
۳۔ ہجرتِ مدینہ اور غزوات	۸۹
۴۔ خصائل و شمائل نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ	۹۴
۵۔ مناقبِ اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم	۱۰۱
۶۔ مناقبِ صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم	۱۰۹

فہرست

عنوان	صفحہ

(د) اخلاق و آداب

۱۔ علم کی اہمیت و فضیلت	۱۱۵
۲۔ اسلام میں خاندان کی اہمیت	۱۱۷
۳۔ احترامِ انسانیت	۱۲۲
۴۔ عدلِ اجتماعی	۱۲۵
۵۔ عفت وحیاء	۱۲۹

باب چہارم: ہدایت کے سرچشمے ومشاہیر اسلام

۱۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۳۴
۲۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	۱۴۰
۳۔ جابر بن حیان	۱۴۴
۴۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۷

(الف) قرآن مجید: تعارف اور فضائل

حاصلاتِ تعلم

- قرآن مجید کا تعارف بیان کر سکیں۔
- قرآن مجید کی عظمت و فضیلت بیان کر سکیں۔
- روز مرہ کی زندگی میں قرآن مجید کے حقوق و آداب کی اتباع کر سکیں۔

قرآن مجید کا تعارف: لفظ "قرآن" کے لغوی معنی پڑھنا ہے۔ اور "قرآن" کے معنی پڑھی ہوئی کتاب بھی ہے۔ قرآن کریم کے اصطلاحی معنی ہیں "اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ (حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) پر جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا اور مصاحف میں لکھا گیا۔

قرآن مجید میں ۳۰ پارے، ۱۱۴ سورتیں، ۵۵۸ رکوع اور ۶۲۳۶ آیات ہیں۔ پہلی سورۃ الفاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے۔ سب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت بیان کرنے والی بڑی آیت آیۃ الکرسی ہے۔ "سورۃ" کم از کم تین آیات پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر سورۃ کا ایک خاص مضمون و موضوع ہوتا ہے۔ جس کی ابتداء میں سورۃ توبہ کے علاوہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ لکھا گیا ہے۔ اس کو سورۃ کہا جاتا ہے۔ "آیت" کے لغوی معنی ہیں نشان یا علامت۔ اصطلاح میں "آیت" قرآن شریف کے ایک فقرہ کو کہتے ہیں اور فقرہ کے آخر میں ○ علامت ہوتی ہے۔

قرآن مجید کے نام: قرآن مجید کا اصل نام یہی "القرآن" ہے، لیکن علماء کرام نے اس کے علاوہ بھی بہت سارے نام شمار کیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں ان میں سے چند مشہور نام یہ ہیں: ۱۔ القرآن: کلام پاک کا یہ اصلی اور ذاتی نام ہے۔ ۲۔ الفرقان: حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔ ۳۔ الذکر: نصیحت کرنے والی کتاب۔ ۴۔ الکتاب: خاص کتاب یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید۔ ۵۔ الہدیٰ: راہ دکھانے والی کتاب۔ ۶۔ النور: روشنی والی کتاب۔ ۷۔ الحق: ثابت شدہ کتاب۔ ۸۔ الشفاء: یعنی جسمانی و روحانی بیماریاں ختم کرنے والی کتاب۔ ۹۔ التنزیل: اتاری ہوئی کتاب۔

نزول قرآن: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ازلی و ابدی کلام ہے، جو"لوح محفوظ" میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴿۲۲﴾ (سورۃ البروج:۲۲) ترجمہ: (یہ کوئی معمولی کلام نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔

قرآن کریم لوحِ محفوظ سے زمین پر نزول کے دو مراحل میں پہنچا ہے۔ پہلا مرحلہ مکمل قرآن کریم، دنیا والے آسمان پر "بیت العزۃ" میں نازل ہوا، اس سلسلہ میں سورۃ القدر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ (القدر:۱) دوسرا مرحلہ اس کے بعد ضرورت اور موقع کی مناسبت سے وقتاً فوقتاً حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر مختلف آیتوں اور سورتوں کی صورت میں لاتے تھے جو بتدریج بائیس برس اور کچھ ماہ میں نازل ہوا۔ جس میں سے بارہ سال کچھ مہینے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوا اور باقی دارالہجرت مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔

تدریجی نزول: قرآن کریم کے نزول کا دوسرا مرحلہ تدریجی (مرحلہ وار) کہلاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم، لوگوں کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔ (الاسراء:۱۰۶) ۔ قرآن کریم کے تدریجی انداز میں نزول کی درج ذیل حکمتیں ہیں:

- قرآن کریم یاد کرنا آسان ہو گیا۔
- مختلف احکامات جو قرآن کریم میں موجود ہیں انسانی طبیعتوں کو ان پر عمل کے لیے رفتہ رفتہ آمادہ کیا گیا، اگر ایک دفعہ تمام احکامات نازل ہوتے تو قدیم عادات کو ترک کرنے اور نئے احکام پر لوگوں کے لیے عمل کرنا بہت مشکل ہوتا۔
- مخالف لوگوں کی تکلیفیں اور اذیتیں جب حد سے بڑھ جاتیں تھیں اور پھر کوئی وحی نازل ہوتی تھی تو وہ مسلمانوں کی دلوں کے لیے باعثِ تسکین بنتی تھیں۔
- مختلف اوقات میں لوگوں کی طرف سے سوالات پوچھنے پر ان کا بروقت جواب دینے سے قرآن کریم کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

لوح محفوظ: لوح محفوظ سے مراد وہ تختی یا کتاب جو ہر طرح کی دستبرد سے محفوظ ہو اور تمام احکام و فرامین اور کلماتِ الٰہی کا مصدر ہے۔

بیت العزۃ: یہ آسمان دنیا میں وہ جگہ ہے جہاں قرآن مجید کو لوح محفوظ سے یکبارگی میں اتارا گیا پھر آسمان دنیا (بیت العزۃ) سے تھوڑا تھوڑا کر کے حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر اتارا گیا۔

مکی و مدنی سورتوں کا تعارف اور خصوصیات: قرآن مجید کی سورتوں کو نزول کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ آیات یا سورتیں جو ہجرت مدینہ سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی کہلاتی ہیں اور جو ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔ اس اعتبار سے مکی سورتوں کی تعداد ۸۸ اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۶ ہے۔ مندرجہ ذیل خصوصیات کی بناء پر مکی اور مدنی سورتوں کو پہچانا جا سکتا ہے:

- مکی سورتیں عموماً چھوٹی ہیں اور ان میں اکثر توحید و رسالت، آخرت کے مجمل احکام، دین و عبادات اور سابقہ امتوں کے واقعات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے بیان کیے گئے ہیں، جبکہ مدنی سورتیں بڑی ہیں اور ان میں زیادہ تر شریعت کے تفصیلی احکام ہیں۔
- مکی دور کی سورتوں اور آیات میں اہلِ ایمان کو ان کے فرائض بتائے گئے ہیں اور گمراہ لوگوں کو گزشتہ اقوام کے انجام سے خبر دار کیا گیا ہے، جبکہ مدنی سورتوں اور آیات میں تفصیلی احکام بتائے گئے ہیں۔ جیسے زکواۃ، حج، جہاد و قتال کے مسائل اور جرائم کی سزائیں وغیرہ بتائی گئی ہیں اور زندگی کے مختلف گوشوں سماجی، معاشی اور خاندانی نوعیت کے احکام سے متعلق بنیادی ہدایات دی گئی ہیں۔
- مکی سورتوں میں مومنوں کے ساتھ زیادہ تر مشرکین کو خطاب کر کے سمجھایا گیا ہے، جبکہ مدنی سورتوں میں مسلمانوں کے ساتھ منافقین اور اہل کتاب کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔
- اکثر مکی سورتوں میں ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ'' (اے لوگو) کے الفاظ سے اور مدنی سورتوں میں ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' (اے ایمان والو) کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی عظمت و فضیلت: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری الہامی کتاب ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت اور بزرگی والی ہے اور ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ اس طرح اس کی کتاب بھی عظمت اور بلند شان والی ہے۔ ہر قسم کی غلطی، تحریف اور تغیر سے پاک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹) ترجمہ: بیشک یہ کتاب نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور یقیناً ہم اس کے نگہبان ہیں۔ اس کتاب میں بے پناہ تاثیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ مثالیں، ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں۔ (الحشر:۲۱)

حضور اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے فرمایا ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۰۲۷) ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حضور اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مزید ارشاد فرمایا کہ میں تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جن پر عمل کرنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے ایک قرآن اور دوسری میری سنت ہے، جو دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ (مستدرک حاکم، حدیث: ۴۳۲۱)

قرآن مجید کی چند خوبیاں:

۱۔ قرآن مجید کا الہامی کتاب ہونا: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے جو انسانوں کی ہدایت کے لیے آخری پیغام ہے، جو رہتی دنیا کے اقوام کا دستورِ عمل ہے اور دنیا و آخرت کی فلاح کی ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا کوئی بدل نہیں، اس کا پڑھنا اور سننا باعثِ برکت و ثواب ہے، اس کو سمجھنا، اس کی باریکیوں پر غور و فکر کرنا باعثِ ہدایت و سعادتِ دارین ہے، جبکہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا، دوسروں کو سنانا اور اس کی برکات سے محروم لوگوں تک اس کو پہنچانا بہت بڑی نیکی اور حصول سعادتِ دارین کا موجب ہے۔

۲۔ قرآن مجید کا عربی زبان میں نازل ہونا: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (یوسف: ۲) ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم لوگ سمجھ سکو۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو صدیوں سے اسی طرح پڑھا جارہا ہے، جس طرح وہ اپنے نزول کے وقت پڑھا جاتا تھا، جس کا خاص سبب اس کا عربی زبان میں ہونا اور خاص طرزِ بیان ہے۔

۳۔ انداز و اسلوب میں منفرد ہونا: قرآن کریم کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ اپنے انداز و اسلوب میں منفرد ہے، یہ بے حد دلکش اور روح میں اتر جانے والی کتاب ہے اس کے مضامین اور موضوعات میں کوئی تضاد اور تفاوت نہیں ہے، یہی بات اس کے برحق ہونے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ (النساء: ۲۷)

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ، ترجمہ: قرآن کی فضیلت دیگر کلام پر اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۲۲۰۸)

جس طرح پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کو برتری اور عظمت حاصل ہے اسی طرح اس کے کلام کو بھی بڑی عظمت وفضیلت حاصل ہے۔

۴۔ شک وشبہ سے بالاتر کتاب: قرآن کریم نے ابتداء ہی میں اپنی عظمت کا اعلان کیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ۔ (سورۃ البقرہ:۲) ترجمہ: یہ کتاب یعنی قرآن مجید اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ کا کلام ہے پرہیز گاروں کیلیے رہنما ہے۔

قرآن کریم ضابطہ حیات ہے: قرآن مجید قیامت تک ساری کائنات کے تمام مادی وروحانی، دینی ودنیوی تقاضوں کے لیے، مکمل دستورِ حیات، دائمی وعالمگیر قانون ہے۔ قرآن کریم ہمیں زندگی کے تمام شعبہ جات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی حقیقت، حلال و حرام، خیر و شر، تقویٰ وعبادات کے مسائل کے ساتھ شرعی احکام ونصیحت، حکومت و تجارت، جنگ و صلح جیسے مسائل کی رہنمائی کرتا ہے اور یہ معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی تعلیمات وکردار کو بہتر سے بہتر بنانے کے اصول بتاتا ہے۔

قرآن مجید کے حقوق و آداب: قرآن مجید ایک بابرکت کتاب ہے، اس کی شان عام کتابوں سے بڑھ کر ہے، اس لیے مسلمانوں پر اس کے حقوق و آدابِ عائد ہوتے ہیں، جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً: ۱. قرآن مجید پر ایمان لانا، ۲. قرآن مجید کو باوضو غور سے پڑھنا، ۳. قرآن مجید کو سمجھنا، قرآن مجید میں تدبر اور غور وفکر کرنا، ۴. قرآن مجید پر عمل کرنا، ۵. قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنا، ۶. قرآن مجید کے نظام کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر نافذ کرنا۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ قرآن کریم کے احکام پر زندگی گزارنے کی کوشش کریں، اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

"مسلمان اور قرآن مجید" استاد کی نگرانی میں کمرہ جماعت میں اجتماعی طور پر باہمی مکالمہ کے بعد نکات تیار کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ قرآن کریم کا جامع تعارف تحریر کریں۔

۲۔ قرآن مجید کی چند خوبیاں بیان کریں۔

۳۔ قرآن مجید کے فضائل پر نوٹ تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ لفظ قرآن لفظ کا مطلب لکھیں۔

۲۔ سورت اور آیت کا مطلب بیان کریں۔

۳۔ مکی اور مدنی سورتوں کا فرق تحریر کریں۔

۴۔ قرآن کریم کے مشہور نام تحریر کریں۔

۵۔ قرآن مجید کے فضائل کے متعلق کم از کم دو احادیث بیان کریں۔

۶۔ قرآن مجید کے حقوق و آداب بیان کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ لفظ "قرآن" کے لغوی معنی ہے:

(الف) آسمانی کتاب (ب) سنی ہوئی کتاب

(ج) پڑھی ہوئی کتاب (د) لکھی ہوئی کتاب

۲۔ اللہ تعالیٰ کا دائمی و عالمگیر قانون ہے:

(الف) قرآن مجید (ب) احادیث

(ج) فقہ (د) تفسیر

۳۔ قرآن مجید کے نام "الذکر" سے مراد ہے:

(الف) راہ دکھانے والی کتاب (ب) روشنی والی کتاب

(ج) نصیحت والی کتاب (د) ثابت شدہ کتاب

۴۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ازلی کلام، جو موجود ہے:

(الف) بیت المعمور میں (ب) خانہ کعبہ میں

(ج) بیت العزۃ میں (د) لوح محفوظ میں

ہدایات برائے اساتذہ کرام: "قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات" ہے پر تقریری مقابلہ کروائیں۔

(ب) منتخب آیات کا ترجمہ و تشریح

حاصلاتِ تعلم

- منتخب آیات کا ترجمہ و تشریح اور ذکر کردہ اصطلاحات کی تشریح کر سکیں۔
- آیات کی روشنی میں سماجی عدل و انصاف کو سمجھ سکیں۔
- منتخب آیات کا تفہیم کر کے مفہوم پر روشنی ڈال سکیں۔

(ب) ا۔ منتخب آیات، ترجمہ و تشریح: سورۃ البقرہ:۱۷۷، سورۃ النساء:۱ تا ۴

آیت نمبرا: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (سورۃ البقرۃ: آیت ۱۷۷)

ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخر پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

الفاظ اور معانی		
اَلْبِرَّ: نیکی	الرِّقَابِ: گردنیں	اَلْمُوْفُوْنَ: پورا کرنے والے
اَلْبَاْسَآءِ: تکلیف	الضَّرَّآءِ: مصیبت	حِيْنَ الْبَاْسِ: جنگ کے وقت

اَلْبِرَّ: برّ کے معنی ہے نیکی اور اس سے مراد اچھے اور پسندیدہ کاموں کو بجالانا ہے۔ حدیث میں ہے کہ "البرحسن الخلق" نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ (صحیح مسلم:۲۵۵۳)

تشریح: اس آیت میں دین اسلام کے اصل روح ایمان اور نیکی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت کا تعلق تحویل قبلہ کے واقعہ سے ہے جب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ۱۶-۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع کی، تو یہود اعتراض کرنے لگے کہ یہ کیسا دین ہے کہ کبھی مغرب اور کبھی مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیات میں سے یہ ایک اہم اور جامع آیت ہے، جس میں ایمانیات، معاملات، جانی و مالی عبادات اور نیک اعمال کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے، جس کا مقصد ہے کہ نیکی محض ظاہری اعمال کرنے اور رسومات کے بجالانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ نیکی کے اصل کام تو یہ ہیں: دین کے بنیادی عقائد پر ایمان لانا، معاشرے میں ضرورتمندوں کے کام آنا، اللہ تعالیٰ کے فرائض سرانجام دینا، معاملہ داری میں سیدھا ہونا اور دین پر ثابت قدم رہنا وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔ جو بھی یہ نیکی کے کام سرانجام دے گا تو وہ ایک نیکوکار، بااخلاق، سچا اور پرہیزگار کہلائے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ درست عقائد اپنائیں اور ہمہ وقت اعمال صالحہ اور نیکی کو بجالانے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے۔

سرگرمی	ابواب البر (اعتقادات، عبادات، اخلاق و اعمال) کی فہرست طلبہ سے مرتب کروائیں۔

آیت نمبر ۲: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۝ (سورۃ النساء: آیت: ۱)

ترجمہ: لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا یعنی اوّل اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے ضروریات پوری کرنے کا مطالبہ کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

الفاظ اور معانی		
بَثَّ: پھیلایا	نِسَآءً: عورتیں	تَسَآءَلُوْنَ: ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔
اَلْاَرْحَامَ: رشتہ داریاں	رَقِیْبًا: نگہبان	

اَلْاَرْحَامَ: ارحام، رِحم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نسبی اور قریب کے رشتے، ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنا "صلہ رحمی" کہلاتا ہے۔ وَالْاَرْحَامَ سے رشتہ کی قرابت داری مراد ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے

فرمایا: صلہ رحمی یہ نہیں کہ جب دوسرا جوڑے تو آپ اس سے جوڑیں بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرا توڑے تو آپ اس کے ساتھ قرابت داری جوڑے رکھیں۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۹۹۱)

تشریح: اس آیت میں ا۔ ایک خالق، ۲۔ وحدت انسانیت، ۳۔ صلہ رحمی کی اہمیت، ۴۔ رشتہ داروں کے حقوق، ۵۔ قطع رحمی کی وعید کو بیان کیا گیا ہے۔ "اے انسانو" کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو خطاب فرمایا ہے کہ: تم سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ تم جو بھی مرد و عورت، چھوٹے بڑے، اچھے برے، دانا و نادان مسلمان یا کوئی بھی ہو! تمھیں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے اور اس کی سزا سے ڈر کر نافرمانیوں سے بچنا چاہیے۔ اس خطاب سے یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ تمام انسان اصل میں ایک ہیں کہ سب مٹی سے پیدا ہوئے ہیں، پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر بنی نوع انسان کو حضرت آدم و حوا سے پیدا کیا۔ اس لیے ہم سب کو آپس میں برادرانہ تعلق اور محبت والا سلوک رکھنا چاہیے، رشتہ داروں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور صلہ رحمی پر ہمیشگی اختیار کرنی چاہیے اور رشتے ناتے توڑنے اور حق تلفی سے گریز کرنا چاہیے، اور ہم سب کو ایک ہو کر رہنا چاہیے۔

سرگرمی	صلہ رحمی کا مفہوم اور فوائد پر روشنی ڈالیں، باہمی مکالمہ کے بعد طلبہ سے نکات تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۳: وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝
(سورۃ النساء، آیت: ۲)

ترجمہ: اور یتیموں کا مال جو تمھاری تحویل میں ہو ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ مال کو اپنے ناقص اور برے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

الفاظ اور معانی	
لَا تَتَبَدَّلُوا: تبدیل نہ کرو	الْخَبِيْثَ: خراب چیز
الطَّيِّبِ: اچھی چیز	حُوْبًا: گناہ

تشریح: اس آیت میں یتیموں کے سرپرستوں سے خطاب ہے جس میں یتیموں کے حقوق اور ان کے مال کی حفاظت کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں (۱) یتیم بچوں کی دیکھ بھال کرنے، (۲) ان کے ساتھ اچھے سلوک کرنے اور (۳) ان کے مال و ملکیت کی حفاظت کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دی گئی ہیں، یہاں ان لوگوں کو حکم ہے جو یتیم

بچوں کے سرپرست و نگران ہیں، کہ ورثے کے طور پر یتیم بچوں کو جو مال ملا ہے وہ ان کے جوان ہوتے ہی ان کے حوالے کر دیں۔ کیوں کہ ان کی ملکیت تمھارے پاس امانت ہے، اس لیے، نہ ان کی کوئی بھی چیز اٹھا کر اپنی ردی مال سے بدل دیں اور نہ ہی کھانے پینے اور استعمال کرنے کے دوران بے جا اور فضول خرچی کر کے ان کا مال ہڑپ کر لیں۔ کسی کی بھی حق تلفی سے پرہیز کریں کیوں کہ اس طرح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت بڑا گناہ اور ناانصافی کی بات ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم روزمرہ کی زندگی میں حق داروں کا پورا حق ادا کریں اور یتامیٰ کے مال کی حفاظت کریں اور ان کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد ان کو ورثے میں ملا ہوا مال ان کے حوالے کریں۔

سرگرمی یتیموں کے مال کی حفاظت کے احکام کو باہمی مکالمہ کے بعد طلبہ سے نکات کی صورت میں تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۴: وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ﴿۴﴾ (سورۃ النساء، آیت:۴)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے مزے سے کھالو۔

الفاظ اور معانی	
صَدُقٰتِهِنَّ: ان (عورتوں) کے مہر	مَّرِیْٓـًٔا: مزہ
هَنِیْٓـًٔا: خوشگواری	طِبْنَ: وہ (عورتیں) خوش ہوئیں

مہر: وہ مال ہے جو عقد نکاح کے سبب بیوی کا حق بنتا ہے جو شوہر کے ذمہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بیوی کو ادا کرے۔

تشریح: اس آیت میں عورتوں کے ایک خاص حق یعنی مہر کی ادائیگی کی تاکید بیان کی گئی ہے۔ حق مہر کبھی بھی معاف نہیں ہوتا۔ بہتر یہ ہے کہ مہر فوری ادا کیا جائے۔ یہ شوہر کی طرف سے ایک تحفہ احترام ہے، جو پیسوں کی صورت میں یا کسی بھی ایسی چیز کی شکل میں ہو جو قیمت رکھتی ہو، اسلام نے مہر کو عورت کی ملکیت قرار دیا ہے جس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتی ہے، شوہر کو اس سے باز پرس کا کوئی حق نہیں ہے۔

مہر اگر وقت پر ادا کیا جائے تو ''مُعَجَّل'' اور تاخیر سے دیا جائے تو ''مُؤَجَّل'' کہلاتا ہے۔ مہر مقرر نہ کرنے کی صورت میں ''مہر مثل'' لازم ہوتا ہے (یعنی ان کے خاندان کی عورتوں پھوپھی اور بہن وغیرہ کو جو مہر ملا ہے)، اگر زندگی بھر شوہر نے مہر ادا نہ کیا تو اس کے اوپر قرض رہے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی ملکیت سے بیوی کو دلایا جائے گا۔

اس آیت میں ۱۔ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے اس خاص حق کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ: بیویوں کو ان کا حق مہر خوشی خوشی اور رغبت کے ساتھ خود ادا کر دو۔ تاکہ تمھاری آپس میں بنی رہے، زبردستی معاف کرانا، ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا یا نہ دینے کا ارادہ کرنا گناہ ہے۔ ۲۔ ہاں اگر بیوی خوش دلی سے مہر کا کچھ حصہ یا پورا مہر چھوڑ دے تو پھر شوہر پر کوئی حرج نہیں اور وہ اس کو اپنی مرضی سے استعمال میں لا سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ خواتین کے حقوق ادا کریں بالخصوص "مہر" کو تو ہر حال میں ادا کرنا چاہیے۔

سرگرمی کمرہ جماعت میں مہر کی ادائیگی کا حکم اور تاکید اور استعمال کرنے کی صورت پر مختصر وضاحت کریں۔

آیت نمبر ۵: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

(سورۃ النساء، آیت:۵)

ترجمہ: اور کم عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لیے سبب معیشت بنایا ہے مت دو ہاں اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔

الفاظ اور معانی		
لَا تُؤْتُوا: حوالے نہ کرو	السُّفَهَآءَ: ناسمجھ	اكْسُوْهُمْ: تم انھیں پہناؤ

تشریح: اس آیت میں یتیموں اور ناسمجھ اور معذور افراد کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یتیم بچوں کے کفیل کو درج ذیل ہدایات دی گئی ہیں کہ:

- اگر یتیم بچے جوان ہو چکے ہیں مگر مال کی حفاظت کا طریقہ نہیں جانتے ہوں اور استعمال کی صلاحیت نہیں رکھتے ہوں اور اپنی سادگی یا کم عقلی کی وجہ سے مال کا نقصان کر دیں گے، تو ان کو یہ مال و ملکیت حوالے نہ کرو جو تم سب کے گذر بسر اور قیام و بقا کا ذریعہ ہے۔ کیوں کہ مال انسان کا ذریعہ معاش ہے، تھوڑی سی غفلت بھی مال اور صاحب مال کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔
- یہ ملکیت ان کے حوالہ کرنے کے بجائے ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کرتے رہو، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، تعلیم و تربیت پر ان کا مال خرچ کر کے ان کو فائدہ دو کیوں کہ وہ بھی معاشرہ کا حصہ ہیں۔
- اگر وہ اپنی ملکیت کا مطالبہ کریں تو ان سے اچھی بات کہو کہ یہ ملکیت تمھاری ہی تو ہے، ہم تو بس نگران و سرپرست ہیں۔ آپ جب اس کے سنبھالنے کے قابل ہو جاؤ تو تمھارا مال تمھیں سونپ دیا جائے گا۔

سرگرمی یتیموں کی پرورش کے مسائل پر اجمالاً نکات کی صورت میں طلبہ سے تحریر کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا۔
- وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةًؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا۔

۲۔ آیت لیس البر کی روشنی میں۔ البر کے نکات تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

اَلْبَاْسَآءِ	بَثَّ	حُوْبًا	نِحْلَةً	السُّفَهَآءَ

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ آیت لیس البر میں صبر کے مواقع بیان کریں۔

۲۔ صلہ رحمی کا مطلب کیا ہے؟ تحریر کریں۔

۳۔ یتامیٰ کے اموال کے متعلق سرپرستوں کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا کا تعلق ہے:

(الف) ایمانیات سے (ب) معاملات سے

(ج) مالی عبادات سے (د) جانی عبادات سے

۲۔ یا ایھا الناس سے مخاطب کیا گیا ہے:

(الف) فرشتوں کو (ب) انسانوں کو

(ج) حیوانوں کو (د) جنوں کو

۳۔ البر حسن الخلق کے معنی ہیں:

(الف) نیکی سخاوت کا نام ہے (ب) نیکی بردباری کا نام ہے

(ج) نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے (د) نیکی ایثار کا نام ہے

(ب) ۲۔ منتخب آیات، ترجمہ وتشریح: سورۃ النساء: ۶ تا ۱۰

آیت نمبر ۶: وَ ابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ ۚ وَ لَا تَاۡکُلُوۡہَاۤ اِسۡرَافًا وَّ بِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ وَ مَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَ مَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ فَاَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا ﴿۶﴾ (سورۃ النساء، آیت:۶)

ترجمہ: اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو اور جانچتے رہو پھر بالغ ہونے پر اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔ اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا۔ اور جو شخص آسودہ حال ہو اس کو ایسے مال سے قطعی طور پر پرہیز رکھنا چاہیے اور جو ضرورت مند ہو وہ مناسب طور پر یعنی بقدر خدمت کچھ لے لے۔ اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو اللہ ہی گواہ اور حساب لینے والا کافی ہے۔

الفاظ اور معانی		
اِبۡتَلُوا: تم جانچتے رہو	بَلَغُوا: وہ پہنچے	اٰنَسۡتُمۡ: تم محسوس کرو
رُشۡدًا: سمجھ بوجھ	اِسۡرَافًا: بے جا/ فضول خرچی	بِدَارًا: خوف سے
فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ: اسے بچنا چاہیے	حَسِیۡبًا: حساب کرنے والا	

بلوغ: بلوغ سے مراد ہے نکاح کی عمر کو پہنچ جانا۔ رشد: رشد سے مراد مالی انتظام اور کاروبار کی سمجھ بوجھ رکھنا۔

تشریح: اس آیت میں نابالغ اور یتامیٰ کے اموال کو واپسی کے وقت شرائط کا ذکر ہے اور ان کے اموال کو بے دریغ خرچ کرنے سے ممانعت بیان کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ جب ان میں بلوغ و رشد پایا جائے تو ملکیت ان کے حوالے کر دیں۔ دولت کو سنبھالنے، اس کو جائز تجارت میں لگانے اور نفع و نقصان میں فرق سمجھنے جیسے معاملات سے متعلق ان بچوں کی قابلیت اور صلاحیت کی آزمائش کی جائے، اگر وہ اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ یہ چیزیں سمجھنے لگے ہیں تو ملکیت ان کے حوالے کر دو۔ اور ملکیت حوالے کرنے کے وقت گواہ مقرر کر دیے جائیں تاکہ بعد میں کسی پر کوئی الزام عائد نہ ہو، غلط فہمی بھی ختم ہو جائے گی اور آئندہ کسی جھگڑے کا خدشہ بھی نہیں رہے گا۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک مال منتقل نہیں ہوا ہو، بلکہ مال کفیل کے پاس ہے اور وہ خود دولت مند ہے تو یتیم بچوں کے مال میں سے کچھ استعمال کرنے کی اس کو اجازت نہیں، باقی جو یہ ان کی دیکھ بھال کرتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا اجر دے گا، البتہ کفیل خود غریب اور محتاج ہے تو اس کو منصفانہ طریقے سے بقدرِ ضرورت دستور کے مطابق اس مال میں سے لینے کی اجازت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے کفیلوں کو ہدایت کر دی ہے، کہ اس خیال سے کہ بچے بڑے ہو جائیں گے اور اپنے مال کا تقاضا کریں گے، تو جلدی جلدی اور بے جا استعمال میں ان کے مال کو ختم کرنے کی ہر گز گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ہو گا۔

آیت نمبر ۷: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ (سورۃ النساء: آیت ۷)

ترجمہ: جو مال ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ کر مریں، تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔

الفاظ اور معانی		
نَصِيبٌ: مقرر حصہ	تَرَكَ: اس نے چھوڑا	مَّفْرُوضًا: لازم مقرر کیا ہوا

تشریح: اس آیت میں والدین اور دیگر اقرباء کے چھوڑے ہوئے اموال میں حق میراث کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے عام طور پر عرب کے دستور کے مطابق عورتوں، لڑکیوں اور نابالغ اولاد کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا، اسلام نے یہ اصول و ضابطہ قائم کر دیا ہے کہ حق دار ہونے کے ناطے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اس آیت میں مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت کی گئی ہے:

- مرحوم کی چھوڑی ہوئی تمام ملکیت / دولت (منقولہ و غیر منقولہ)، جائداد، اراضی وغیرہ میراث شمار ہو گی۔
- مردوں کے ساتھ بچے اور عورتیں بھی اپنے حصہ کے مطابق میراث حاصل کریں گے۔
- میراث تھوڑی ہو یا زیادہ، اس میں سب شریک ہوں گے۔
- وارثوں میں سے ہر ایک کے لیے اس کا حصہ مقرر ہے جس کا دینا ضروری ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔

بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو یتیموں اور عورتوں وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرما کر ان کی حق تلفی سے روک دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلام کے قانون وراثت پر اپنی معاشرتی زندگی میں عمل کریں اور ورثا کا جتنا بھی حصہ بنتا ہو بہ رضا و خوشی دیں اور حق تلفی سے بچتے رہیں تا کہ سعادت دارین حاصل ہو۔

سرگرمی	کمرہ جماعت میں "ترکہ اور میراث کے احکام و اہمیت" پر باہمی مذکرہ کروائیں اور کسی عالم دین کی مدد سے مختصر نکات تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۸: وَ اِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اُولُوا الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنُ فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ وَ قُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۸﴾

(سورۃ النساء، آیت:۸)

ترجمہ: اور جب میراث کی تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار اور یتیم اور نادار لوگ آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو۔ اور ان سے شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔

الفاظ اور معانی		
اَلۡقِسۡمَةَ: تقسیم (کے وقت)	اُولُوا الۡقُرۡبٰی: قریبی رشتہ دار	فَارۡزُقُوۡهُمۡ: ان کو کھلاؤ / ان کو دے دو

تشریح: شریعت میں ورثاء اور حصے متعین کیے گئے ہیں جس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس آیت میں ورثاء کے درمیان میراث کی تقسیم کے وقت غریب رشتہ داروں سے حسن سلوک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ آداب بتلائے ہیں اور اخلاقی ہدایات دی ہیں کہ: جب کسی مرحوم کا مال و دولت میراث کے طور پر تقسیم کیا جا رہا ہو تو بعض دفعہ وہاں پر برادری اور کنبہ کے ایسے لوگ بھی جمع ہو جاتے ہیں جن کو اس ملکیت میں سے کوئی شرعی حق نہیں ملنے والا مثلاً: دور کے رشتہ دار، یتیم، مساکین، غریب، محتاج اور سائل وغیرہ تو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس میں سے ان لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ دے کر مدد کی جائے۔

اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان لوگوں کو مجموعی مال سے یہ تبرع اور خیرات نہیں دی جائے گی۔ بلکہ وارثوں میں سے جو بالغ اپنا اپنا حصہ لے چکے ہیں وہ یہ ادائیگی کریں گے۔ کیوں کہ نابالغ بچوں اور غائبین ورثاء کے مال سے ان کی اجازت کے بغیر ادائیگی کرنا جائز نہ ہوگا۔ ساتھ ہی ورثاء کو غیر وارث لوگوں کے ساتھ برتاؤ کے متعلق اخلاق کی تلقین کی گئی ہے کہ اگر ان غیر حقداروں کو دینا نہیں چاہتے تو ایسا نہ ہو کہ بخل اور غصہ میں ان کو برا بھلا کہنے لگ جاؤ کہ تمھارا کچھ نہیں ہے، یہ

ہماری اپنی ملکیت ہے، بلکہ ان لوگوں کو خوش دلی اور نرمی سے معقول بات کہہ کر رخصت کرو اور ان کو جھڑنا اور ان کی دل شکنی کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

آیت نمبر ۹: وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾

(سورۃ النساء، آیت:۹)

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو ایسی حالت میں ہوں کہ اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو ان کی نسبت خوف ہو کہ ہمارے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا ہو گا پس چاہیے کہ یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور درست بات کہیں۔

الفاظ اور معانی		
وَلْيَخْشَ: اسے ڈرنا چاہیے	ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا: کمزور اولاد	خَافُوْا: وہ ڈر گئے

تشریح: اس آیت میں سرپرست کو یتیموں (جو وارث نہ ہونے کی وجہ سے حصہ نہ پاسکے) سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، کہ ذرا سوچو کہ اگر تم اپنے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہونے لگتے تو تمھیں ان کی کتنی فکر ہوتی؟ پس ہر یتیم کے بارے میں تمھیں ایسا ہی سوچنا اور معاملہ کرنا چاہیے، تاکہ تمھارے دلوں میں ان کے لیے جذبہ رحمت و محبت پیدا ہو۔ یتیموں سے سیدھی، نرم اور اچھی بات کہنی چاہیے، کوئی سخت بات نہیں کرنی چاہیے جس سے اس کا دل ٹوٹے اور ان کا نقصان ہو بلکہ ان کی اصلاح ہو۔ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یتیموں کی کفالت اور حقوق کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوصایا، حدیث: ۲۷۶۷)

آیت نمبر ۱۰: اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾

(سورۃ النساء، آیت ۱۰)

ترجمہ: جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

الفاظ اور معانی		
يَاْكُلُوْنَ: وہ کھاتے ہیں	بُطُوْنِ: پیٹ	نَارًا: آگ
سَيَصْلَوْنَ: عنقریب وہ داخل ہوں گے	سَعِيْرًا: بھڑکتی ہوئی آگ	

تشریح: اس آیت میں یتیموں کے حقوق اور ان کے مال میں خیانت کی سزا اور وعید کو بیان کیا گیا ہے۔ انسانی معاش میں مال و دولت کی بڑی اہمیت ہے، اس کو جائز اور حلال طریقوں سے کمانا عبادت میں شمار ہوتا ہے، جب کہ باطل طریقوں سے مال جمع کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، عام لوگوں کے مقابلے میں اگر کمزور، ضعیف، یتیموں اور مسکینوں کے مال میں ناجائز تصرف اور خیانت کر کے ان کی اس طرح حق تلفی کی جائے تو یہ اور بڑی برائی کی بات ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے مال کو ظلم کے طور پر ناحق طریقے سے ہتھیانے اور ناجائز استعمال کرنے والوں کے لیے فرمایا کہ وہ جو کچھ بھی اس طرح کھاتے ہیں گویا وہ اپنے پیٹ کے اندر جہنم کی آگ جھونک رہے ہیں۔ اور ان کے لیے آخرت کے جھلسانے والی آگ الگ سے تیار ہے۔ حدیث میں بھی یتیم کے مال کھانے کو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب المحاربین، حدیث:۶۸۵۷)۔

سرگرمی	"یتیموں کے مال میں خیانت" کے نقصان پر باہمی مذاکرہ کے بعد نکات تحریر کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں

۱۔ مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْتَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔
- اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔

۲۔ سورۃ النساء کی آیت ۶ کی روشنی میں یتیموں کے حقوق تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

فَلْيَسْتَعْفِفْ	مَّفْرُوْضًا	فَارْزُقُوْهُمْ	ذُرِّيَّةً	خَافُوْا	بُطُوْنِ	سَعِيْرًا

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ بلوغ اور رشد کا مطلب کیا ہے؟ تحریر کریں۔

۲۔ قرآن کریم میں یتیم کو مال واپس کرنے کا طریقہ کیا بتایا گیا ہے؟

۳۔ قرآن مجید نے یتیم کے کفیل / سرپرست کی کیا ذمہ داریاں بتائی ہیں؟

۴۔ یتیموں کے مال میں خیانت کرنے والوں کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ ملکیت حوالے کرنے کے وقت مقرر کیے جائیں:

(الف) وکیل (ب) گواہ

(ج) نائب (د) حاکم

۲۔ یتیموں کو مال حوالے کرنے کے وقت جانچنا ہے:

(الف) بلوغ ورشد کو (ب) صحت اور مرض کو

(ج) علم ودانش کو (د) تحمل وبرداشت کو

۳۔ یتیم کے مال سے کفیل کو بقدر ضرورت مال لینے کی اجازت ہے جب وہ:

(الف) کفیل غریب ہو (ب) کفیل امیر ہو

(ج) کفیل قرضدار ہو (د) کفیل محتاج ہو

۴۔ یتیموں اور مسکینوں سے بات کرنی چاہیے:

(الف) سختی سے (ب) نرمی سے

(ج) غصے سے (د) ناشائستگی سے

۵۔ قرآن مجید نے یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کا ٹھکانہ بتایا ہے:

(الف) جنت (ب) جہنم

(ج) برزخ (د) قبر

۶۔ یتامی کا مال ناحق کھانے والے وہ اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں:

(الف) مٹی (ب) آگ

(ج) پانی (د) ہوا

(ب) ۳۔ منتخب آیات، ترجمہ و تشریح: سورۃ النساء آیت ۲۹، ۳۶۔
سورۃ المائدہ آیت: ۲۳، ۳۳۔ ۳۴

آیت نمبر ۱۱: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹ (سورۃ النساء: آیت ۲۹)

ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤہاں! اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔

الفاظ اور معانی		
لَا تَاْكُلُوْۤا: نہ کھائیں	بِالْبَاطِلِ: ناحق طریقے سے	تَرَاضٍ: رضامندی

تشریح: اس آیت میں اکلِ حلال کی تاکید (یعنی ناحق مال کھانے کی ممانعت) اور قتل ناحق کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ ہر انسان کی تین چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں، جان، مال اور آبرو۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ان تینوں چیزوں کی ضمانت دی ہے، چنانچہ جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے صرف اس کو اپنا سیاسی نظام سمجھ کر اس کے زیر سایہ ذمی ہو کر رہنا پسند کرتے ہیں، اسلام میں ان کو بھی یہ تینوں حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں پہلی دو چیزوں کی تاکید کی گئی ہے اور جو اسلام لا چکے ہیں ان کو تو بالخصوص ان باتوں کا دھیان رکھنا چاہیے۔

ناحق اور ناجائز مال کھانے کی ممانعت: ایسی چیزیں جو بذات خود حرام ہیں مثلاً: خنزیر، شراب، نشہ آور چیزیں وغیرہ ان کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا پہلے ہی ناجائز و حرام ہیں، لیکن ایسی چیزیں جو اپنی ذات میں حلال اور مباح ہیں اگر ان کو خریدنے اور اپنے تصرف میں لانے کے لیے کوئی ناجائز طریقہ استعمال کیا جائے تو وہ چیزیں بھی حرام بن جاتی ہیں۔ مثلاً: چوری، ڈکیتی، غصب، دھونس، رشوت اور سود، جھوٹ، دھوکہ بازی، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، سٹہ اور جوا، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا گیا مال و دولت۔ یہ سب مال حاصل کرنے کے باطل اور ناجائز طریقے ہیں۔ ان سے بچنے اور حلال مال کے حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ رضا و خوشی کے ذریعے کوئی خرید و فروخت ہوئی ہے تو وہ حاصل شدہ مال، حلال ہے اور جائز ملکیت ہے۔

ناحق قتل کی ممانعت: جس طرح دوسرے کا مال کھانا حرام ہے، اسی طرح کس کی ناحق جان لینا اس سے زیادہ حرام ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے کو بلاوجہ ناحق قتل بھی مت کرو۔ دوسرے کی جان لینے کو "اپنے آپ کو مارنے" سے تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جب کوئی دوسرے کو ناحق قتل کرے گا تو بدلہ میں وہ خود بھی قتل ہوگا۔ اسی طرح اس میں خودکشی کرنے کی ممانعت بھی واضح ہوگئی کہ دوسرے کے بدلہ میں قتل ہونے سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو ختم کردے، چنانچہ یہ تمام صورتیں حرام وناجائز ہیں۔

سرگرمی	"ناحق مال کھانے" کے باہمی بحث و مباحثہ کے بعد معاشرتی نقصانات طلبہ سے نکات کی صورت میں تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۱۲: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾

(سورۃ النساء: آیت ۳۶)

ترجمہ: اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور ناداروں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لوگ تمھارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ حسن سلوک کرو (اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔) بیشک اللہ تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

الفاظ اور معانی		
اَلْجَارِ: پڑوسی	بِالْجَنْبِ: پاس بیٹھنے والا	ابْنِ السَّبِيْلِ: مسافر
اَيْمَانُكُمْ: تمھارے ہاتھ	مُخْتَالًا: اترانے والا	فَخُوْرَا: تکبر کرنے والا

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت، توحید اور حقوق العباد کی تاکید اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ انسان کے ذمے دو قسم کے حقوق متعلق ہیں، جن میں سے ایک کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جبکہ دوسرے کا تعلق لوگوں کے ساتھ ہے۔ پہلی قسم کو حقوق اللہ اور دوسری قسم کو حقوق العباد کہا جاتا ہے، اس آیت میں دونوں قسم کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے:

حقوق اللہ: اس آیت میں حقوق اللہ سے متعلق دو باتوں کا بیان ہے: ۱- اللہ تعالیٰ کو بلند عظمت والا جان کر اس کی وحدانیت کے قائل ہو جانا، ۲- اس کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کرتے رہنا۔ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ کیوں کہ یہ بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے۔ یعنی اقرار توحید اور عمل صالح مطلب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا صرف اسی کی عبادت کرنا اس کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا اور حدود اللہ سے تجاوز نہ کرنا۔

حقوق العباد: بندوں کے حقوق میں سب سے بڑا رتبہ والدین کا ہے اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر اپنی عبادت کے بعد والدین کا تذکرہ فرمایا ہے مثلاً ترجمہ: اور تمھارے رب نے فیصلہ سنایا ہے کہ تم اسی کی بندگی کروگے اور والدین سے اچھائی کرتے رہوگے۔ (سورۃ الاسراء: ۲۳)

والدین کے بعد دوسرے لوگوں سے بھی بھلائی اور حسن سلوک کرنے کا حکم ہے مثلاً: قریبی رشتہ دار، یا دور کے رشتہ داروں کے ساتھ حسب مراتب حسن سلوک کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا۔ ہمیں معاشرتی زندگی میں سب لوگوں کے ساتھ امن و سلامتی اور حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی پر شدید وعید بیان کی گئی ہے۔، سماج کے کمزور طبقہ والے افراد جیسے یتیم اور غریب، مسکین، حاجت مند قسم کے لوگ، پھر جن سے اکثر طور پر ملنا جلنا رہتا ہے جیسے قریب اور بعید کے پڑوسی، مسافر، مہمان اور ماتحت رہنے والے غلام، ملازم، نوکر چاکر، رفیق سفر، پیشہ اور کام کے شریک وغیرہ ان تمام کے ساتھ احسان یعنی نیک سلوک اور اچھے برتاؤ اور ان کی دل جوئی کرنا اور ان پر مال خرچ کرنا وغیرہ کا حکم ہے۔ اسی طرح حیوانات کے ساتھ رحم دلی والا رویہ رکھنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

سرگرمی طلبہ اپنی زندگی کے واقعات تحریر کریں جن میں انھوں نے کسی کے ساتھ حسن سلوک کیا ہے۔

آیت نمبر ۱۳: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲ (سورۃ المائدہ: آیت ۳۲)

ترجمہ: اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے ذمے یہ بات لکھ دی کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جو ایک انسان کی جان بچا لے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو زندگی دے دی۔ اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں، پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

الفاظ اور معانی	
کَتَبْنَا: ہم نے لکھا	اَحْيَا: اس نے زندہ کیا
مُسْرِفُوْنَ: حد سے بڑھنے والے	الْبَيِّنٰتِ: کھلی ہدایات

تشریح: اس آیت میں انسانی جان کی حرمت اور حفاظت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ جب بنی اسرائیل میں قتلِ ناحق کا عام رواج شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قانون بتادیا کہ کسی آدمی کا ناحق قتل کرنا (جس نے کسی کو قتل کیا نہ زمین میں فساد پھیلایا) ایسا ہے کہ گویا پوری انسانیت کو مار دینا ہے اور کسی کی جان بچانا پوری انسانیت کے بچانے کے برابر ہے۔ ناحق قتل سے انسان کی حرمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ کوئی شخص قاتل اس وقت بنتا ہے، جب وہ انسانی خون کے رشتے کو توڑ دیتا ہے اور اس کی دل سے بنی نوع انسان سے ہمدردی کا جذبہ نکل جاتا ہے اور اس کے سامنے صرف اپنا مفاد ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں دوسروں کی جان لے لیتا ہے۔ یہ قانون صرف بنی اسرائیل کے لیے نہیں ہے بلکہ تا قیامت بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ اسلام خون ریزی اور فتنہ وفساد کو سخت ناپسند کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو امن و صلح، صبر و تحمل اور بقائے باہمی اور تکریم انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔

آیت نمبر ۱۴۔۱۵: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ: آیت ۳۳،۳۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ بری طرح قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب تیار ہے۔(۳۳) ہاں! جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمھارے قابو آجائیں توبہ کرلی تو جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔(۳۴)

الفاظ اور معانی		
يُحَارِبُوْنَ: وہ لڑائی کرتے ہیں	يَسْعَوْنَ: وہ کوشش کرتے ہیں	يُصَلَّبُوْٓا: پھانسی دے جائیں
تُقَطَّعَ: کاٹی جائے	اَرْجُلُ: پاؤں	يُنْفَوْا: جلاوطن کئے جائیں
خِزْيٌ: رسوائی	تَابُوْا: انھوں نے توبہ کی	تَقْدِرُوْا: تم قابو پاؤ

اس آیت میں "الارض" سے مراد وہ جگہ (ملک، ریاست، علاقہ) ہے جہاں اسلامی حکومت قائم ہو اور جس میں امن امان قائم کرنے کی ذمہ داری اسلامی مملکت کی ہو۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں جرم اور فتنہ وفساد کی ممانعت اوران فسادی لوگوں کی شرعی سزا کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے قوانین کی بے حرمتی کر کے گویا اس صالح نظام و معاشرہ سے لڑائی کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں، پر امن لوگوں کو اسلحے کے زور پر لوٹتے مارتے اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، سماج کے امن اور سکون کو برباد کرتے ہیں۔ ایسے ظالم اور فسادی قسم کے لوگوں کے لیے اس آیت میں چار قسم کی سزائیں بتائی گئی ہیں۔ ان کو قتل کیا جائے یا سُولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا جلاوطن کر دیے جائیں۔

یہ سزائیں اجمالی طور پر بیان کی گئیں ہیں، تاکہ قاضی یا حاکم اپنے اجتہاد سے ہر جرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے اندر قتل وغارت، ڈاکہ زنی اور اسلامی حکومت کے خلاف یا بغاوت کرنا یا ہر قسم کا فتنہ وفساد کرنا بدترین جرائم ہیں۔ اور مجرم کو انتہائی سزاؤں میں سے کوئی بھی سزا دی جاسکتی ہے۔

جرم سے توبہ تائب ہونا: دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی فسادی اور ظالم حکومت کی گرفتاری سے پہلے توبہ تائب ہوتا ہے تو یہ شرعی سزائیں جو حقوق اللہ میں سے ہیں، اس پر سے ساقط ہو جائیں گی، البتہ حقوق العباد کے تحت ان کا معاملہ حق داروں سے ہی طے کرنا ضروری ہے یعنی لوٹا ہوا مال اس کو واپس کرنا ہوگا یا اس کا تاوان دینا ہوگا، اور اگر قتل یا زخمی کیا ہے تو ورثاء قصاص یا دیت (خون بہا) پر راضی ہو جائیں یا اس کو معاف کر دیں، تو اس کی جان بخشی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

سرگرمی	"توبہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی معافی" کی وضاحت استاد یا عالم دین کی مدد سے کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

ا۔ مندرجہ ذیل آیات میں سے کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۔

- وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا۔
- مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔

۲۔ ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل کیوں قرار دیا گیا ہے؟

۳۔ قرآن کریم میں امن عامہ میں خلل ڈالنے والوں کے لیے کون سی سزائیں مقرر کی گئی ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

لَا تَاْكُلُوْٓا	مُخْتَالًا	مُسْرِفُوْنَ	خِزْیٌ	تَقْدِرُوْا

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ یتیم کے مال کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

۲۔ "اور اپنے آپ کو قتل مت کرو" کا مفہوم تحریر کریں۔

۳۔ مال حاصل کرنے کے ناجائز طریقے کون سے ہیں؟

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ آمدنی کا ناجائز طریقہ ہے:

(الف) زراعت　　(ب) صنعت

(ج) تجارت　　(د) رشوت

۲۔ حقوق العباد سے مراد ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ کے حقوق　　(ب) انسانوں کے حقوق

(ج) حیوانات کے حقوق　　(د) نباتات کے حقوق

۳۔ ابن السبیل سے مراد ہے:

(الف) فقیر　　(ب) مسکین

(ج) مسافر　　(د) ہمسایہ

۴۔ بے گناہ کو قتل کرنا گویا قتل کرنا ہے:

(الف) پوری کائنات کو
(ب) پوری انسانیت کو
(ج) پوری حیوانیت کو
(د) پورے خاندان کو

(ب) ۴۔ منتخب آیات، ترجمہ و تشریح: سورۃ التوبہ آیت ۲۴، ۳۳۔ سورۃ الحج آیت: ۳۹-۴۰

آیت نمبر ۱۶: قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ وَ اِخۡوَانُكُمۡ وَ اَزۡوَاجُكُمۡ وَ عَشِيۡرَتُكُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ (سورۃ التوبہ: آیت ۲۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر) کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان والے اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس میں مندی سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمھیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھیرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

الفاظ اور معانی		
عَشِيۡرَتُكُمۡ: خاندان تمھارا	اقۡتَرَفۡتُمۡ: کمایا تم نے	تَخۡشَوۡنَ: تم ڈرتے ہو
كَسَادَ: مندا ہونا	مَسٰكِنُ: گھر	تَرَبَّصُوۡا: انتظار کرو

تشریح: اس آیت میں ہر قسم کی رشتہ داریوں اور تعلقات کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا دنیا کی ہر چیز سے مقدم ہے۔ ایمان دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے، جس کے باعث نہ صرف انسان دنیا میں فائدہ حاصل کرتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی تیاری ہوتی رہتی ہے۔ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت و اطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ کو بڑی شان اور عظمت سے بیان فرمایا ہے مثلاً:

- جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا، اللہ کے یہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہی کامیاب لوگ ہیں۔
- اے ایمان والو! تمھارے والدین، تمھاری اولاد، بیویاں و دیگر رشتہ دار اور مال و جائداد یہ سب اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبوب نہیں ہونے چاہییں اور والدین و دیگر رشتہ داروں کی محبت تمھیں راہ حق پر چلنے پر رکاوٹ نہ بنیں، اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا ہے تو پھر وہ اللہ کی ناراضگی سے بچ نہیں سکے گا۔

سرگرمی	جہاد کی اہمیت وضرورت پر باہمی مذاکرہ کے بعد طلبہ سے نکات کی صورت میں تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۱۷: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

(سورۃ التوبہ:۳۳)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

الفاظ اور معانی		
اَرْسَلَ: اس نے بھیجا	لِیُظْهِرَهٗ: تاکہ غالب کرے اس کو	كَرِهَ: اس نے ناپسند کیا

تشریح: اس آیت میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کا مقصد، ہدایت اور دین اسلام کا مقام اور اس کی اہمیت اور غلبہ وبرتری کی خبر اور وعدہ بیان کیا گیا ہے اور یہ خوشخبری اس وقت دی گئی تھی، جب مسلمان بہت کمزور تھے اور بظاہر کسی غلبہ کی امید نہ تھی، بتایا گیا کہ اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔(آل عمران:۱۹)

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے جو مقاصد قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک مقصد اس آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ہدایت اور دین برحق دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کریں، اگرچہ کفار و مشرکوں کو یہ بات ناپسند لگتی ہو۔

چنانچہ اس غلبہ سے دو طرح کا غلبہ مراد ہے:

۱. **معقولیت اور دلیل وحجت کا غلبہ:** جس کا مطلب یہ ہے کہ نظریاتی وعلمی مباحث کے ذریعہ دیگر مذاہب کے لوگ مغلوب ہو کر اسلام کی برتری کا اقرار کریں اور اس قسم کا غلبہ تو ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔

۲. **سلطنت اور حکومت کا غلبہ:** اس اعتبار سے کہ کسی مملکت میں یا پوری دنیا میں صرف دین اسلام ہی غالب ہو دیگر ادیان کو کوئی بالادستی حاصل نہ ہو، اس قسم کا غلبہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کے دور میں اسلام کو حاصل رہا کہ سرزمینِ عرب میں اسلام سربلند ہوا دنیا کی سپر پاور سلطنتیں روم و فارس مغلوب ہو گئیں اور پوری دنیا دینِ اسلام کے نور سے منور ہو گئی۔

لٰہذا ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا اتباع اور اصول اسلام کی پاسداری اور دین حق کے غلبے کے لیے کام کریں یہ سب کا دینی فریضہ ہے اور اسی میں فلاح دارین ہے۔

سرگرمی "موجودہ دور میں غلبہ دین کے لیے تجاویز" باہمی مکالمہ کے بعد نکات کی صورت میں طلبہ سے تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۱۸۔۱۹: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴿۴۰﴾ (سورۃ الحج: آیت ۳۹،۴۰)

ترجمہ: جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیوں کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ ان کی مدد کرے گا وہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ (۳۹) یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے انھوں نے کچھ قصور نہیں کیا ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے گرائی جا چکی ہوتیں۔ اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوی اور غالب ہے۔ (۴۰)

الفاظ اور معانی		
اُذِنَ: اجازت دی گئی	اُخْرِجُوْا: وہ نکالے گئے	دِيَار: گھر
دَفْعُ: روکنا	هُدِّمَتْ: مسمار کی گئی	صَوَامِعُ: خانقاہیں
بِيَعٌ: کلیسائیں	صَلَوٰتٌ: عبادت گاہیں	نَصْر: مدد / فتح

تشریح: ان آیات میں اذن جہاد، مسلمانوں کی امداد کا وعدہ اور مہاجرین کی ہمت افزائی اور قتال کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے۔

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت سے لے کر ہجرتِ مدینہ تک کے تیرہ برس مسلمانوں اور خود حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے نہایت صبر آزما اور مشکلات والے تھے، جہاں پر تکلیفوں اور سختیوں پر ردِ عمل کی بجائے صبر و ضبط کا حکم تھا اور کسی قسم کی جوابی کارروائی سے روکا جاتا رہا، مگر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اسلامی مملکت کے قیام کے فوراً بعد مسلمانوں کو پہلی ہجری میں ہی اپنی مدافعت کے لیے کفار کا مقابلہ اور

مظلومیت کے خاتمہ، دیگر ادیان پر غلبہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنے کی اجازت مل گئی۔ جس کا تذکرہ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۸ سے ہوتا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ: اسلام کے دشمن ظالم لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرے گا، مظلوم مسلمانوں کو جہاد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، جن کو زیادتی کا نشانہ بنا کر صرف اس لیے گھروں سے بے گھر کیا گیا کہ وہ ایک معبود کو مانتے ہیں ان کو جہاد کی اس لیے اجازت دی گئی تاکہ لوگوں کے جان، مال، عزت و ناموس، دین اور عبادت گاہوں کا تقدس فسادی لوگوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ اور مظلوم لوگوں کی مدد اور دادرسی کی جائے۔

ان آیات میں جہاد کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے انھوں نے اپنی اُمتوں کو صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی تعلیم دی اور اقامت دین کے لیے بہت کوششیں کیں اور اس کے لیے عبادت گاہیں بنوائیں مثلاً: عیسائیت میں خانقاہیں / صومعہ، کلیسا / بیعہ۔ یہودی مذہب میں عبادت کے لیے صلوات اور اسلام میں مساجد بنائی گئیں۔ جو لوگ ان آسمانی مذاہب کے مخالف تھے وہ ان کی عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کی مہم میں تھے، اس لیے جہاد کے ذریعہ ان کا دفاع کیا جائے۔ پھر مظلوموں کی دادرسی کرنا، فسادیوں اور ناشکرے اور عہد شکنی کرنے والے لوگوں کو سزا دینا، دنیا میں امن و سکون لانا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشش کرنا بھی جہاد کی حکمتوں میں شامل ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اعلاء کلمۃ اللہ، امن امان قائم کرنے اور مظلوموں کی مدد اور دادرسی کے لیے ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہیں۔ تاکہ فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

آیت نمبر ۲۰: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ (سورۃ الحج: آیت ۴۱)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت دے دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

الفاظ اور معانی		
مَّكَّنّٰا: ہم نے جگہ دی	اَقَامُوا: قائم کریں	الْمَعْرُوْفِ: نیک کام
الْمُنْكَرِ: بُرا کام	عَاقِبَةُ: انجام	الْاُمُوْرِ: معاملات

تشریح: اس آیت میں مہاجرین کی فضیلت، ان کے اقتدار کی پیشن گوئی، اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں اور دین کے مددگاروں کی صفات و خصوصیات کا ذکر ہے۔ اگر ان کو حکومت ملے تو ایمان، عمل صالح، عبادت گزاری، شرک سے پرہیز،

دین حق کے غلبہ کے لیے جدوجہد اور خوف وخطرہ میں ثابت قدم ہوں۔ نیز نماز اور زکواۃ کی پابندی کریں۔ اپنے اختیارات نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے میں استعمال کریں۔

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا، جس کے لیے میثاقِ مدینہ کے نام سے پہلا آئین اور دستور بنایا گیا، جس کے مطابق حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس کے سربراہ اور رعیت کے درمیان صلح صفائی کرانے کے ذمہ دار قرار پائے، اس طرح رعایا کو امن وسکون فراہم کرنا، ان کی تعلیم، صحت اور معاش کا انتظام کرنا بھی ریاست کی ذمہ داریوں میں شامل رہا، چنانچہ آیت مذکورہ میں ان باتوں کی تاکید کی گئی ہے، کہ جب ایمان والوں کو زمین میں حکومت واختیار حاصل ہو تو ان کو مندرجہ ذیل باتوں پر خاص طور پر دھیان دینا چاہیے:

نماز قائم کرنا: نماز دین کا ایک اہم رکن اور عبادت ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو جائے اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے۔

زکواۃ ادا کرنا: زکواۃ کا تعلق براہِ راست سماج کی معاشیات سے ہے، اس لیے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ معاش کے وسائل پیدا کرے اور لوگوں کی ضروریات کے لیے مناسب انتظامات کرے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر: معروف کی معنی ہے ایسی نیکی اور بھلائی والے کام جسے سب اچھا سمجھتے ہوں۔ منکر کی معنی ہے ہر قسم کی بدی یا برائی جسے سب برا اور ناپسندیدہ سمجھیں۔ سماج میں اچھے کاموں کو فروغ دیا جائے اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جو معاشرہ کے لیے کارآمد ثابت ہوں، اسی طرح جن لوگوں سے معاشرہ کے بگاڑ اور فساد کا اندیشہ ہو ان لوگوں کو بدی اور بُرائی فسق وفجور اور تکبر وغرور سے روکنا، اور ان کے لیے سزائیں اور قوانین نافذ کیے جائیں تاکہ معاشرے میں امن وسکون کا دور دورہ ہو۔

سرگرمی	"اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں" پر بحث ومباحثہ کے بعد اہم نکات طلبہ تحریر کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں:

ا۔ مندرجہ ذیل آیات میں کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔
- اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصۡرِهِمۡ لَقَدِیۡرُ۔
- اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ۔

۲۔ سورۃ الحج کی آیت ۴۱ میں اسلامی سلطنت کے مقاصد و اہداف اور خوبیاں تحریر کریں۔

۳۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں ایک سچے مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) سے کرنی چاہیے۔ وضاحت کریں۔

۴۔ غلبہ اقتدار ملنے کے بعد مسلمان حکمرانوں کے فرائض کیا ہوں گے؟ وضاحت کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

اقْتَرَفْتُمُ	کَرِهَ	صَوَامِعُ	بِيَعٌ	مَّكَّنّٰا

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟

۲۔ قرآن مجید میں اذن قتال کی حکمت کیا بتائی گئی ہے؟

۳۔ مکی دور میں مسلمانوں کی حالت کیا تھی؟

۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

۵۔ اللہ تعالیٰ سے مدد ملنے کی چند صورتیں تحریر کریں۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ "بِيَعٌ" عبادت گاہ ہے:

(الف) ہندوؤں کی (ب) عیسائیوں کی

(ج) سکھوں کی (د) یہودیوں کی

۲۔ مسلمانوں کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی وجہ تھی:

(الف) بے روزگاری (ب) قحط سالی

(ج) شدید گرم موسم (د) کفار مکہ کے مظالم

۳۔ مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی:

(الف) مجبوری کی حالت میں (ب) خوشی کی حالت میں

(ج) پریشانی کی حالت میں (د) غصہ کی حالت میں

۴۔ مسلمانوں پر کفارِ مکہ کے مظالم کی وجہ تھی:

(الف) قومی دشمنی (ب) خاندانی دشمنی

(ج) سیاسی دشمنی (د) مذہبی دشمنی

۵۔ اقامت صلٰوۃ وایتاء زکٰوۃ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری ہے:

(الف) علماء کی (ب) حکمرانوں کی

(ج) مجاہدین کی (د) اساتذہ کی